رموزِ بے خودی
(آغاز اور ترامیم وتحذیفات)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

آغاز

اسرارِ خودی کی تکمیل فروری ۱۹۱۵ء میں ہوئی اور اس کی اشاعت ۱۲رستمبر ۱۹۱۵ء کو عمل میں آئی۔اس زمانے سے، اقبال کو حصہ دوم لکھنے کا خیال تھا،[۱] ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو منشی سراج الدین کو لکھتے ہیں کہ دوسرے حصے کے مضامین میرے ذہن میں ہیں مجھے یقین ہے کہ وہ حصہ اس حصے سے زیادہ ہوگا، کم ازکم مطالب کے اعتبار سے۔[۲] اقبال سے منسوب عاشق حسین بٹالوی کا یہ قول کہ: ......اسرارِ خودی پر عبدالرحمٰن بجنوری کا مضمون پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ رموزِ بے خودی کا لکھا جانا بے حد ضروری ہے''۔[۳] اس لیے غلط ہے کہ بجنوری نے صرف مثنوی اسرارِ خودی پر نہیں، بلکہ Iqbal - His Persian Masnavis کے زیرعنوان دونوں مثنویوں پر بحث کی تھی اور یہ مضمون رموزِ بے خودی کی اشاعت (۱۰راپریل ۱۹۱۸ء) کے تین ماہ بعد رسالہ *East and West* (جولائی ۱۹۱۸ء) میں شائع ہوا تھا۔[۴]

درحقیقت رموزِ بے خودی کوئی نیا منصوبہ نہ تھا، بلکہ اسرارِ خودی ہی کی توسیع تھی اور اسی کا تسلسلِ خیال، اسی لیے اوائل میں اقبال نے احباب کے نام خطوط میں جہاں بھی رموزِ بے خودی کا ذکر کیا، اسے اسرارِ خودی کا حصہ دوم قرار دیا۔ مگر چند ماہ بعد اس کا نام رموز بیخودی ہو گیا۔ ''میں فارسی مثنوی کے دوسرے حصے کی تکمیل میں مصروف ہوں۔اس کا نام رموزِ بے خودی ہوگا''۔[۵]

رموزِ بے خودی کا آغاز ۱۹۱۵ء کے آخری ایام یا ۱۹۱۶ء کے ابتدائی دنوں میں ہوا۔ اکثر حصے ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۷ء میں لکھے گئے[۶] اور تکمیل نومبر ۱۹۱۷ء میں ہوئی (۱۳ اور ۲۷رنومبر کے درمیان)۔ بعدازاں قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے سنسر کے محکمے کو دکھائی گئی۔ جو مسوّدہ سنسر کے لیے بھیجا گیا، وہ اقبال میوزیم،

لاہور میں محفوظ ہے اور اس کے ہر صفحے پر سنسر کرنے والے افسر کے مخفف دستخط (initials) موجود ہیں۔ آخری صفحے پر پورے دستخط مع تاریخ اس طرح درج ہیں:[۷]

[۸]AbdulAziz
25.12.17

بظاہر یہی لگتا ہے کہ محکمہ سنسر نے کوئی شعر نہیں کاٹا۔ البتہ بعض اشعار، معلوم ہوتا ہے، بعد میں خود اقبال نے قلمزد کر دیے۔ اگر سنسر والے کوئی شعر کاٹتے تو احباب کے نام خطوط میں، جہاں وہ مثنوی کی تحریر و تصنیف، تکمیل و اختتام اور کتابت و طباعت وغیرہ کے بارے میں تازہ ترین صورتِ حال کی اطلاع بہم پہنچاتے رہتے تھے، اشعار کے قلمزد ہو جانے کا ذکر بھی کرتے۔

مولانا گرامی نے بطور تقریظ چند اشعار لکھ بھیجے، مگر اقبال کے خیال[۹] میں یہ اشعار رموزِ بے خودی کی نسبت اسرارِ خودی کے لیے زیادہ مناسب تھے۔ توقع تھی کہ گرامی رموزِ بے خودی کے لیے نئی تقریظ لکھیں گے اور اس کے لیے اقبال منتظر بھی رہے[۱۰] مگر گرامی بروقت تقریظ نہ لکھ سکے۔ اسی اثنا (دسمبر کے آخری ایام) میں مثنوی کتابت کے لیے دے دی گئی۔ تقریباً تین ماہ کتابت و طباعت کے مراحل میں گزر گئے، حتیٰ کہ اپریل ۱۹۱۸ء کے پہلے عشرے میں کتاب چھپ کر تیار ہوگئی۔[۱۱] اور اپریل کے وسط میں، احباب کو اُس کے نسخے روانہ کیے گئے۔

رموزِ بے خودی کی اوّلین اشاعت کا اہتمام بھی حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی نے کیا۔ سرورق اور آخری صفحے کی بیل کا ڈیزائن بھی وہی ہے، تاہم رموزِ بے خودی کی بیل سرخ رنگ میں طبع کی گئی ہے۔ سرورق پر مثنوی کا پورا نام اس طرح درج ہے:

"مثنوی رموزِ بے خودی یعنی اسرارِ حیات ملیہ اسلامیہ"[۱۲]

آخری صفحے پر، سرخ بیل کے اندر یہ عبارت موجود ہے:

اطلاع

بموجب ایکٹ ۱۹۱۴ء کاپی رائٹ مجریہ فروری ۱۹۱۴ء مثنوی ہٰذا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

(مصنف)

دیباچے کے چودہ سطری مسطر کے دو صفحات پر صفحہ نمبر کا شمار نہیں کیا گیا۔ اگلے چھے صفحات (پیش کش بحضور ملتِ اسلامیہ) کو الف ب ج د ہ و سے شمار کیا گیا ہے۔ مثنوی صفحہ نمبر ۱ سے شروع ہو کر صفحہ نمبر ۱۳۹ پر ختم ہوتی ہے۔ بالکل آخری صفحہ خالی ہے۔ یہ علامہ اقبال کی پہلی کتاب ہے، جسے عبدالمجید [پرویں رقم] نے کتابت کیا۔ طبع اوّل میں کتابت اور املا کی متعدد اغلاط موجود ہیں جن کی تفصیل راقم کی کتاب تصانیف

اقبال (طبع ۲۰۱۱ء، ص ۱۲۳-۱۲۴) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

رموزِ بے خودی کا ایک شعر اس طرح ہے:

اہلِ حق را رمزِ توحید ازبر است

در اتی الرّحمٰنَ عَبداً مضمر است

مصرع ثانی میں عربی ترکیب، (طبع اوّل: ص۱۲) قرآن پاک (سورہ مریم: ۹۳) سے ماخوذ ہے، مگر اقبال نے یہ تصرّف کیا ہے کہ لفظ ''اتی'' لکھا ہے جو وزن پر پورا نہیں اُترتا۔ وزن میں ''اٰتِی'' آتا ہے۔ بہرحال ''اتی''، لکھیں یا ''اٰتِی'' دونوں صورتیں قرآن کے متن (اٰتِی) سے مختلف ہیں۔ اس طرح یہاں موجودہ لفظ بے معنی ہو کر رہ گیا یہ شعر کی اہم خامی ہے۔ اقبال نے رموزِ بے خودی کے طبع دوم (اسرار و رموز یکجا، اوّل ۱۹۲۳ء) میں بہت سی ترامیم کیں، مگر تعجب ہے کہ اس اہم فروگذاشت پر انھیں تنبّہ نہیں ہو سکا، جس کے نتیجے میں ایک اہم غلطی باقی رہ گئی۔

رموزِ بے خودی کی اشاعت کے بعد، علامہ اقبال اس کا تیسرا حصہ بھی لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔[۱۳] ایک بار اُنھوں نے اس کے آغاز کی خبر دیتے ہوئے بتایا کہ ''یہ ایک قسم کی نئی منطق الطیر ہوگی''[۱۴] اور اس کا نام اُنھوں نے ''حیاتِ مستقبلۂ اسلامیہ''[۱۵] تجویز کیا تھا، مگر یہ موعودہ مثنوی کبھی طبع ہو کر منصۂ شہود پر نہ آسکی، ممکن ہے اس کے کچھ اشعار لکھ کر تلف کر دیے گئے ہوں۔

رموزِ بے خودی کا دوسرا اڈیشن بطور اسرار و رموز (ہر دو یکجا) طبع اوّل شائع ہوا۔

اسرار و رموز (یکجا)

اسرار خودی کا دوسرا اڈیشن اور رموزِ بے خودی کا پہلا اڈیشن ختم ہونے پر دونوں مثنویوں کے نئے اڈیشنوں کی اشاعت کا مسئلہ درپیش ہوا، تو علامہ اقبال نے دونوں کی یکجا اشاعت کا فیصلہ کیا۔ اس موقعے پر اُنھوں نے دونوں مثنویوں پر نظر ثانی کر کے بعض اشعار میں ترامیم کیں اور کئی اشعار کا اضافہ بھی کیا۔

اسرار و رموز (یکجا) کے طبع اوّل پر سالِ اشاعت درج نہیں، تاہم اس کی اشاعت کا سال ۱۹۲۳ء ہے۔[۱۶] یہ اسرارِ خودی کی اشاعت سوم اور رموزِ بے خودی کی اشاعت دوم ہے۔

سرورق کے صفحہ نمبر ۳ پر چند سطری مختصر دیباچہ ہے۔ یہ دیباچہ علامہ اقبال کے کسی نثری مجموعے میں شامل نہیں، اس لیے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

دیباچہ

اس اڈیشن میں ناظرین کی سہولت کے لیے دونوں مثنویاں یعنی اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی یکجا

شائع کی جاتی ہیں۔ معمولی لفظی ترمیم کے علاوہ، مطالب کی مزید تشریح کے لیے بعض جگہ اشعار کا بھی اضافہ ہے، جن کی مجموعی تعداد سوا سو ہوگی۔ ایک دو جگہ نئے عنوان بھی قائم کیے گئے ہیں، مگر کتاب کی ترتیب میں کوئی فرق نہیں۔

محمد اقبال

اسرار و رموز (یکجا) میں متعدد اشعار حذف کردیے گئے، کئی حصوں میں ترمیم کی گئی اور بعض اشعار کا اضافہ بھی ہوا۔ تفصیل اس طرح ہے:

(ا) محذوفات:

رموزِ بے خودی:

۱- ص الف کا یہ شعر:

اے بہ عشق دیگراں دل باختہ		جلوہ ہائے خویش را نشناختہ (م)

۲- ص۲۴ کا یہ شعر:

جانم از مظلومیِ او می تپد[۱۷]		اشکِ خوں از دیدۂ دل می چکد (م)

۳- ص۹۷ کے تین اشعار:

سیلئے از دستِ مادر می خورد		خویشتن را باز در مادر تند

مزدِ روشستن زما در گیرد او		چوں گل از بادِ سحر زر گیرد او

چشم او ہر لحظہ بر اشیا فتد		از لبش ہر دم سوالے می چکد (م)

۴- ص۱۱۴ کے حاشیے میں مندرج سعید ابن مسیّب کا ایک قول (یہ قول ص۱۲۴ پر نقل کیا جاچکا ہے)۔

۵- ص۱۸۶ کا یہ شعر:

تا بباغت[۱۸] رنگِ خویش انداخت است

احمرت را غیر اصفر ساخت است

۶- آخری صفحے پر حقوقِ اشاعت سے متعلق ''اعلان'' (یہ عبارت گذشتہ صفحات میں نقل کی جاچکی ہے)۔

(ب) اضافات:

۱- دیباچہ (گذشتہ صفحات میں نقل کیا جاچکا ہے)۔

۲- ص۹۲ (رموزِ بے خودی) پر مولانا روم کا یہ شعر:

جہد کن در...... (کلیات: ص۸۰)

۳- ص ۱۱۱ کا عنوان:

"محاورہ تیر و شمشیر......(کلیات: ص ۹۷)

۴- ص ۱۱۹-۱۲۰ پر ایک نئے عنوان:

"در معنیِ ایں کہ مقصود رسالتِ محمدیہ تشکیل و تاسیس حریت و مساوات واخوتِ بنی نوعِ آدم است" کے تحت ابتدائی سولہ اشعار......(کلیات: ص ۱۰۳-۱۰۴)

۵- اسرار و رموز: ص ۱۲۹ کا شعر نمبر ۴ (پیشِ پیغمبر......)، شعر نمبر ۵ (در ثنایش......)، ص ۱۳۰ کے گیارہ اشعار (از: آں مقامش......تا مسلم استی......) اور ص ۱۳۱ کے دو اشعار (می نگنجد......اور: دل بدست آور......) کل پندرہ اشعار (کلیات: ص ۱۱۲-۱۱۳)۔

۶- ص ۱۲۹، ۱۳۰ کے حواشی (کلیات: ص ۱۱۲-۱۱۳)

۷- ص ۱۳۳ کا عنوان:

"در معنی ایں کہ وطن اساسِ ملت نیست" (کلیات: ص ۱۱۵)۔

۸- ۱۴۳-۱۴۴ پر ایک نئے عنوان:

"در معنیِ ایں کہ در زمانۂ انحطاط تقلید از اجتہاد اَولیٰ تر است" کے تحت شعر نمبر ۲ (بزمِ اقوام کہن......) تا شعر ۱۶ (اے پریشاں محفل......) کل پندرہ اشعار۔ (کلیات: ص ۱۲۴-۱۲۵)

۹- ص ۱۵۲ پر دو اشعار:

شعر نمبر ۵: مرشدِ رومی......

اور: شعر نمبر ۶: مگسل از ختم الرسل......(کلیات: ص ۱۳۱-۱۳۲)۔

۱۰- ص ۱۵۵ کا شعر نمبر ۲: (گر نظر داری......) اور نمبر ۶ (فکرِ خامِ تو......) تا نمبر ۱۲ (سازِ خوابیدہ......) ص ۱۵۶ کا شعر نمبر ۱ (ومبدم مشکل......) کل نو، اشعار (کلیات: ص ۱۳۴)

۱۱- ص ۱۶۷ کا آخری شعر: قطرۂ کز......(کلیات: ص ۱۴۴)

۱۲- ص ۱۶۸ کا شعر نمبر ۱: (چوں بدریا......)، نمبر ۲ (چوں صبا......) اور نمبر ۴ (حرف چوں طائر......) (کلیات: ص ۱۴۴)

۱۳- ص ۱۶۸ کا حاشیہ نمبر ۱ (کلیات: ص ۱۴۴)

۱۴- ص ۱۸۷ کے آخری دو اشعار:

(۱) چوں نظر در پردہ ہائے......

(۲) در جہاں مثلِ حباب......(کلیات: ص ۱۶۱)

۱۵- ص ۱۹۰ کے دو اشعار:

(۱) امتِ او مثلِ او......

(۲) نورِ حق را کس......(کلیات: ص ۱۶۳)

(ج) ترامیم

اسرار و رموز (یکجا) میں بعض اشعار و مصاریع کو ترمیم کے ذریعے، نئی صورت دی گئی۔ اس کی وضاحت گوشوارے سے ہوتی ہے جو راقم کی کتاب تصانیف اقبال، طبع ۲۰۱۱ء، ص ۱۳۱-۱۳۴، میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(د) تقدیم و تاخیر

اسرار و رموز (یکجا) میں بعض مقامات پر ترتیب اشعار و مصاریع میں تقدیم و تاخیر کی گئی ہے۔

صفحہ	رموز بے خودی، اوّل	صفحہ	اسرار و رموز (یکجا)
ب	یہ شعر: اے نظر بر حسنِ تر...... ترتیب کے اعتبار سے اس باب کا چھٹا شعر ہے۔	۹۳	اس شعر کو باب کا تیسرا شعر بنا دیا گیا ہے۔
۹	اس شعر کی یہ صورت ہے: گلستاں در دشت و در پیدا کند تازہ اندازِ نظر پیدا کند	۱۰۳	مصرعوں کو اُلٹ دیا گیا ہے: تازہ اندازِ نظر پیدا کند گلستاں در دشت و در پیدا کند
۶۳	اشعار کی ترتیب اس طرح تھی: (۱) فکر شاں ریسد...... (۲) عہدِ حاضر فتنہ......	۱۴۳	دوسرے شعر کو باب: ''درمعنیِ ایں کہ در زمانۂ انحطاط'' کا اوّلیں شعر بنا دیا گیا۔
۶۳-۶۴	اشعار کی ترتیب یہ تھی: (۱) اے کہ از اسرارِ دیں...... (۲) نقش بر دل......	۱۴۴	دوسرے شعر کو اس باب کا سترہواں شعر بنا دیا گیا۔
۷۸	اشعار کی ترتیب اس طرح تھی: (۱) گرچہ مثلِ بُو...... (۲) آتشِ او دم بخویش......	۱۵۵	دوسرے شعر کو باب ''درمعنی ایں کہ حیاتِ ملیہ مرکز'' ......کا ساتواں شعر بنا دیا گیا۔

۱۲۰-۱۲۱ اشعار کی ترتیب اس طرح تھی: ۱۸۶ پہلے شعر کو اس بند کا چوتھا شعر بنا دیا گیا۔
(۱) از خزانش خاکِ تو......
(۲) علمِ غیر آموختی......

اسرار و رموز (یکجا) کے زیرِ نظر پہلے اڈیشن میں اسرارِ خودی (طبع دوم) اور رموزِ بے خودی (طبع اوّل) کی متعدد اغلاط درست کردی گئی ہیں۔ بعض رہ گئیں اور بعض نئی اغلاط رو پذیر ہوگئیں۔ ان کی تفصیل کے لیے دیکھیے: راقم کی کتاب تصانیف اقبال (طبع ۲۰۱۱ء) ص ۱۳۱-۱۴۱

اسرار و رموز کا دوسرا اڈیشن (اسرارِ خودی، طبع چہارم اور رموزِ بے خودی، طبع سوم) نسبتاً بڑی تقطیع پر شائع ہوا۔ سرورق پر نمبر لگانے والی مشین سے سالِ اشاعت 1928 درج کیا گیا ہے۔ مختلف کتب خانوں میں اس ایڈیشن کے جو نسخے، راقم الحروف کی نظر سے گزرے، ان سب پر اسی طرح نمبر لگانے والی مشین سے سال اشاعت درج ہے۔ غالباً طباعت کے وقت سال اشاعت نہ لکھا جاسکا، اس لیے بعد میں یہ طریقہ اختیار کیا گیا۔

بالعموم، شعری مجموعوں کی کتابت، عبدالمجید پرویں رقم کیا کرتے تھے، مگر اس اڈیشن کی کتابت ''محمد حسن خوشنویس چوک متی لاہور'' نے کی ہے۔ اسی زمانے میں مطبوعہ زبورِ عجم (۱۹۲۷ء) کی کتابت بھی ایک اور خوش نویس (محمد صدیق) نے کی۔ کسی غیر معمولی سبب سے، کتابت پرویں رقم کے بجائے محمد حسن اور محمد صدیق سے کرائی گئی۔ ممکن ہے ان ایام میں منشی عبدالمجید، لاہور میں موجود نہ ہوں۔ اسرار و رموز کے اس اڈیشن کی تقطیع (۱۹×۱۴ س م) سابق اڈیشن سے قدرے بڑی ہے مگر بارہ سطری مسطر برقرار رکھا گیا ہے۔ مختلف ابواب کے آغاز و اختتام اور اشعار و حواشی کی ترتیب وغیرہ میں سابقہ اڈیشن کا اِتباع کیا گیا ہے۔ سرورق کی عبارت حسبِ سابق ہے، مگر سرورق کے اندر، سرورق کے صفحہ نمبر ۲ سے دیباچہ حذف کردیا گیا ہے اور اس جگہ بارِ اشاعت کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

اسرارِ خودی: اشاعتِ چہارم
رموزِ بے خودی: اشاعتِ سوم

۱۹۲۸ء کے اس اڈیشن میں طبع اوّل (یکجا، ۱۹۲۳ء) کے بعض اغلاط کی اصلاح ہوگئی، مگر بعض رہ گئیں اور چند نئی اغلاط رو پذیر ہوگئیں (تفصیل کے لیے دیکھیے: راقم کی کتاب تصانیف اقبال (طبع ۲۰۱۱ء) صفحات ۱۴۲-۱۴۴

متذکرہ بالا اڈیشن، علامہ اقبال کی زندگی میں اشاعت پذیر ہونے والا، اسرار و رموز کا آخری اڈیشن تھا۔ اگلا اڈیشن بارہ برس کے وقفے سے ۱۹۴۰ء میں چھپا۔ یہ اسرار و رموز (یکجا) کا تیسرا اڈیشن تھا۔ پہلے اور دوسرے اڈیشن میں سرورق کی پیشانی پر تسمیہ کے علامتی یا ابجدی اعداد ''۷۸۶'' درج کیے گئے

تھے، اس اڈیشن میں، انھیں غالباً نادانستہ طور پر، ترک کردیا گیا۔ اقبال کی وفات کے بعد، شائع ہونے والے اس پہلے اڈیشن پر حقوقِ اشاعت سے متعلق یہ جملہ پہلی بار درج کیا گیا: ''جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق جاوید اقبال خلف الصدق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمتہ محفوظ ہیں''۔ قلم قدرے جلی ہے تاہم ابواب کے آغاز و اختتام پر، اشعار و حواشی کی ترتیب وغیرہ میں سابقہ اڈیشن (۱۹۲۸ء) ہی پیش نظر رہا ہے۔

یہ اغلاط، تعداد میں، سابقہ اشاعتوں کے مقابلے میں خاصی کم ہیں۔ جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خوش نویس اور نگرانِ اشاعت نے نسبتاً زیادہ تردد اور احتیاط سے کام لیا۔ علامہ اقبال کی وفات کے بعد شائع ہونے والا یہ پہلا اڈیشن تھا۔ جو ۱۹۷۱ء تک جو کئی بار (۱۹۴۸ء، ۱۹۵۴ء، ۱۹۵۹ء، ۱۹۶۴ء، ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۱ء) شائع ہوا۔

۱۹۷۲ء میں، تمام شعری مجموعوں کی کتابت از سرِ نو کرائی گئی، چنانچہ اسرار و رموز کے بعد کے اڈیشن (۱۹۷۶ء و مابعد) اسی نئی کتابت (از محمود اللہ صدیقی) سے طبع کیے گئے ہیں۔

یہ ہے رموز بیخودی کی اشاعت کی ایک سو سال کی مختصر کہانی۔

حوالہ جات و حواشی

۱- صحیفہ، اقبال نمبر، اوّل، ۱۹۷۳ء: ص۱۵۳

۲- اقبال نامہ، اوّل: ص۲۳۔

۳- چند یادیں، چند تأثرات: ص۴۷

۴- بجنوری کے مضمون کا متن ملاحظہ کیجیے: *Tributes to Iqbal*، مرتب: محمد حنیف شاہد (ص۱۴۷-۱۵۵)۔ اس ضمن میں ایک بیان جابر علی سیّد کا ہے جو محلِ نظر ہے۔ (اقبال - ایک مطالعہ: ص۱۰۴)

۵- ملاحظہ کیجیے:

(الف) شاد اقبال: ص۳ اور ۴۸

(ب)اقبال نامہ، اوّل:ص۲۳اور۷۹

(ج)اقبال نامہ، دوم:ص۵۳

(د)صحیفہ، اقبال نمبر، اوّل۱۹۷۳ء:ص۱۵۳

۶- جن دنوں میں اقبال رموزِ بے خودی لکھ رہے تھے، خط کتابت کے ذریعے مولانا گرامی سے برابر مشورہ لیتے رہے۔ ملاحظہ کیجیے: مکاتیبِ اقبال بنام گرامی: صفحات ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۱ اور ۱۳۳۔

۷- ملاحظہ کیجیے: مسوّدہ رموزِ بے خودی: نمبر A/M 1977-199 مخزونہ اقبال میوزیم لاہور۔

۸- عبدالعزیز، پریس برانچ میں officer -in-charge تھے۔ بعدازاں انجمن حمایت اسلام کے آنریری سیکرٹری رہے۔ مزید دیکھیں حیاتِ اقبال کی گم شدہ کڑیاں:ص۱۵۶

۹- مکاتیبِ اقبال بنام گرامی:ص۱۳۶

۱۰- مکاتیبِ اقبال بنام نیاز:ص۱۱

۱۱- کتاب چھپ کر تیار ہے۔(شاد اقبال:ص۸۲)

۱۲- رموزِ بے خودی طبع اوّل کے سرورق کا عکس Iqbal in Pictures میں شامل ہے۔

۱۳- اقبال نامہ، دوم:ص۷۵

۱۴- مکاتیبِ اقبال بنام گرامی:ص۱۲۴

۱۵- شاد اقبال:ص۷۹

۱۶- اس دور کی بعض کتابوں کے کوائف اس طرح ہیں:

کتاب		پرنٹ لائن
پیامِ مشرق	طبع اوّل ۱۹۲۳ء	در مطبع کریمی واقع لاہور باہتمام میر امیر بخش طبع گردید
اسرار و رموز، یکجا		ایضاً
بانگِ درا	طبع اوّل ۱۹۲۴ء	کریمی پریس لاہور نزد کوتوالی قدیم باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپی۔
پیامِ مشرق	طبع دوم ۱۹۲۴ء	میر امیر بخش صاحب مرحوم کے کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپی

پیامِ مشرق، طبع اوّل اور اسرار و رموز یکجا کی پرنٹ لائن ایک ہی ہے۔ پیامِ مشرق طبع اوّل ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی، اس اعتبار سے قرینِ قیاس ہے کہ اسرار و رموز بھی اسی سال ۱۹۲۳ء میں چھپی ہوگی، کیونکہ اگر یہ اگلے برس (۱۹۲۴ء) میں چھپتی تو اس کی پرنٹ لائن بھی بانگِ درا طبع اوّل اور پیامِ مشرق طبع دوم کی پرنٹ لائن کے مطابق ہوتی۔ غالباً میر امیر بخش ۱۹۲۳ء کے آخر میں (پیامِ مشرق اوّل اور اسرار و رموز، یکجا کی اشاعت کے بعد) فوت ہوگئے۔ اس لیے ۱۹۲۴ء میں شائع ہونے والی دونوں کتابوں کی پرنٹ لائن میں تبدیلی کر دی گئی۔ (میر امیر بخش معروف ادیب اور محقق مشفق خواجہ (م:۲۰۰۵ء) کے نانا تھے اور میر قدرت اللہ ان کے ماموں۔ ایک بار خواجہ صاحب نے راقم کو بتایا کہ میر قدرت اللہ کچھ عرصہ کریمی پریس کو چلاتے رہے، پھر انھوں نے پریس عنایت اللہ صاحب کو فروخت کر دیا تھا۔ اُنھوں نے کچھ عرصے بعد پریس کا ساز و سامان بیچ دیا، اس طرح کریمی پریس ختم

ہوگیا۔)

۱۷- اس شعر کے بارے میں مولانا مہر کی یہ وضاحت: ''ایک مقام پر یہ شعر لکھا تھا، پھر قلم زد کردیا'' (سرودِ رفتہ: ص۲۵۶) مبہم ہے۔ اُنھوں نے اس شعر کو ''ترمیم شدہ شکل'' کے زیرعنوان درج کیا ہے، مگر یہ نہیں واضح کیا کہ اس کی ابتدائی صورت کیا تھی۔ حقیقت میں یہ شعر طبع اوّل میں موجود تھا، مگر اسرار و رموز (یکجا) میں اسے حذف کردیا گیا۔

۱۸- مولانا مہر نے ''بباغش'' لکھا ہے (سرودِ رفتہ: ص۲۵۸) مگر طبع اوّل میں ''بباغت'' ہے (اوّل: ص۱۲۰)۔